

## اردو اور دوسری زبانیں

دنیا کی مشہور اور اہم ادبی زبانوں میں امتیازی محاسن بھی ہیں اور عجیب بھی۔ لیکن اردو زبان میں یہ کمال و خوبی ہے کہ یہ اپنے اندر ایک طرف تو تمام اہم زبانوں کے محاسن رکھتی ہے اور دوسری طرف ان کے نقائص و عجوب کا ازالہ کرتی اور ان کی خامیوں کو پورا کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر اسے جامع الہام کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر دوسری زبانوں کے مقابلے میں اس کا جائزہ لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا صحیح مرتبہ و مقام سارے عالم کی لنگو فرینکا ہونا ہے اور عجیب نہیں کہ یہ کبھی اس مرتبہ و مقام کو حاصل کرے۔

اردو زبان کے متعلق مندرجہ بالا حقیقت کو واضح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ چند اہم زبانوں سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔

### اردو اور عربی

عربی زبان دنیا کی تمام اہم زبانوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ جامع الصفات اور مکمل تصور کی جاتی ہے اور دراصل یہ زبان دنیا کی سب زبانوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ عربی زبان میں حرکات و اسرار (زبر، زیر، پیش و غیرہ) فقط الفاظ کے تلفظ ہی میں ملد نہیں دیتے، بلکہ الفاظ کے معانی میں بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ زبر، زیر، پیش کے تغیر سے لفظ کے

مثلاً لفظ ذہبت کے حرف ت پر زہا لیر، پیل وغیرہ لے کر متعدد بدلے  
 معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ ذہبت کے حرف ت پر زہا لیر، پیل وغیرہ لے کر متعدد بدلے  
 کے معنی تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں۔  
 ذہبت، تو ایک مرد گیا۔  
 ذہبت، تو ایک عورت گئی۔

۲۔ عربی میں تمام حروف بالمعنی ہیں بلکہ بعض حروف تو متعدد معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمزہ،  
 ب، ت، س، ف، ک، ل، م اور و کے کئی کئی معانی ہیں۔ ہمزہ کوئی بارہ معنوں میں  
 استعمال ہوتا ہے۔ ب چودہ معانی میں ادرت کم از کم چھ معنوں میں۔ اس طرح دوسرا ہر حرف  
 کئی کئی معنوں میں۔

۳۔ عربی میں ایک رخوی یہ ہے کہ اس کے سرے حرف فی ماقعے کے الفاظ کے حروف کی ترتیب کسی صورت میں بھی  
 بدل دی جائے تو لفظ بے معنی نہیں بنتا۔ بلکہ اُس کے کوئی نہ کوئی معنی ضرور ہوتے ہیں۔ ہر سرے حرفی لفظ  
 کے حروف چھ طرفوں میں بدلے جاسکتے ہیں۔ مثلاً لفظ حمل کے تین حروف کی ترتیب بدلنے  
 سے چھ لفظ بنتے ہیں:-

حَمْلٌ، حِلْمٌ، لَحْمٌ، وَلَحٌ، لَمَحٌ، قَحْلٌ۔

یہ سب بالمعنی الفاظ ہیں اور ان کے معانی بترتیب بوجھ، حوصلہ، گوشت، نمک چشم زندہ  
 اور مقام ہیں۔

۴۔ عربی لفظ بے شمار صورتیں اختیار کرتا ہے اور مختلف و متعدد معانی کے لحاظ سے ایسا پھیلتا  
 ہے کہ جیسے کوئی قطرہ پھیل کر سمندر ہو جائے۔ لفظ کو مختلف صورتوں میں ڈھالنے کے لیے عربی قواعد  
 میں بیسیوں ابواب ہیں اور پھر ہر باب میں مختلف نوعیتوں کے معانی سرانجام دینے کے لیے لفظ جن  
 اصولی اور ظروعی تبدیلیوں کی راہ میں گھومتا ہے انہیں صرف صغیر اور صرف کبیر کا نام دیا جاتا ہے  
 ایک لفظ مختلف ابواب اور صرف صغیر و کبیر کی مختلف راہیں گھوم کر کئی کئی ہزار بالمعنی شکلیں  
 اختیار کرتا ہے اور پھر مختلف صیغوں کے ساتھ مختلف معنوں میں استعمال ہو کر اس قدر پھیلتا ہے  
 کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور عربی کی وسعت و ہمہ گیری تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں  
 ہوتا۔

۵۔ لفظ کے ان مندرجہ بالا حیرت افروز تغیرات کے علاوہ عربی زبان میں ایک اور عجیب و غریب  
 خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ایک لفظ کی ایک ہی صورت کے کئی کئی معانی ہیں۔ مثلاً لفظ عین کوئی

تیس سے زیادہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۶۔ عربی میں ایک چیز کے لیے کئی کئی سوا اور کئی کئی ہزار الفاظ ہیں۔ مثلاً تلوار، آونٹ اور گھوڑے کے لیے کئی کئی سوا لفظ موجود ہیں۔

۷۔ اس قدر وسعت اور پھیلاؤ کے باوجود عربی میں اختصار بھی کمالی درجے کا ہے۔ دوسری زبانوں میں ہم کسی مطلب کو متعدد لفظوں یا بے شمار جملوں میں ادا کرتے ہیں اور اس سے کم الفاظ میں اُن مطالب کو ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن عربی میں ایک سمیرت، انگریز خصوصیت یہ ہے کہ بے شمار الفاظ میں ادا ہونے والا مفہوم ایک مختصر سے لفظ میں ادا کر دیتی ہے۔ مثلاً:

۱۔ اُس شخص نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا رَاجِعُونَ پڑھا۔ اس سارے مفہوم کو عربی میں ایک لفظ اُرْجِع سے ادا کرتے ہیں۔

۲۔ وہ آونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کر بیٹھا۔ اس سارے مطلب کے لیے عربی میں ایک لفظ بَرَکَ ہے۔

۳۔ اُس نے لکڑی سے اُسے اس طرح مارا کہ ہڈی توڑ کر رکھ دی۔ یہ سارا مفہوم عربی میں ایک لفظ حَقَر سے ادا ہوتا ہے۔

۴۔ اُس نے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہا۔ یہ ساری بات عربی میں صرف ایک حَيَّ عَلَی کے لفظ سے ادا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بے شمار اور مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

۸۔ اس کے علاوہ عربی زبان میں شعریت، جذبات اور تصورات پیش کرنے کے لیے بے اندازہ سامان ہے۔

۹۔ قدرتِ تخیل کے لحاظ سے بھی یہ زبان ممتاز ہے۔

۱۰۔ صرف و نحو کی مکملیت بھی اس زبان کی انتیازی چیز ہے۔

لیکن باوجود ان سہ فی اسر کا فی اور لفظی و معنوی خوب سیوں کے اور باوجود اس اختصاریت، جامعیت و وسعت، قدرتِ مضامین اور صرفی و نحوی کاملیت کے اس میں تین بڑی کمیاں ہیں۔

۱۔ عربی میں بھ، پ، پھر، ٹھ، ٹ، مٹھ، چ، چھ، دھ، ڈھ، ٹھ، ٹھ، گھ، گھ، گھ، گھ کی آوازیں نہیں ہیں۔

۲۔ عربی میں ساکن حروف سے ابتداء نہیں ہوتی۔ جس طرح کہ انگریزی میں لفظ سکول ساکن میں سے

۲۔ عربی میں قواعد کی بڑی اچھنی ہیں۔ عبارت کے سمجھنے اور لکھنے میں قواعد کی احتیاط لازمی ہے۔

اُردو زبان کا دامن وسیع ہے۔ اس میں عربی الفاظ ساکتے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عربی الفاظ کے تہذیب سے یہ موجودہ صورت تک پہنچی ہے۔ اس لیے جہاں تک اس صلاحیت کا تعلق ہے کہ عربی الفاظ اپنے اندر جذب کر سکتی ہے، عربی کی تمام خصوصیات ان الفاظ کی بدولت اس زبان میں آسکتی ہیں یا کم از کم عربی کی ان تمام خصوصیات سے فائدہ اٹھانے کے مواقع اُردو میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ وہ کئی چیزیں سے منسوب کی گئی ہیں، اُردو میں قطعاً موجود نہیں وہ آوائیں جن کا عربی میں وجود نہیں، اُردو میں موجود ہیں۔ اس میں اگرچہ ساکن حروف سے ابتداء کرتے کا رواج کم رہا ہے۔ لیکن ساکن حروف سے ابتداء کرنا مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ زبان داگریری کی جس میں اس چیز کا رواج ہے۔ اس کے الفاظ بھی تو یہ اپنا کرتی رہے اور آئندہ اپنا سکتے ہیں۔ اُردو کی وسیع دامن کے پیش نظر یہ وقت نہیں ہے۔ اگرچہ ”اسکول“ کا لفظ بھی رائج رہا ہے تاہم ”سکول“ کے لیے بھی پتلاں رکھا دیا گیا ہے۔

## اُردو اور فارسی

فارسی زبان تمام زبانوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ٹیٹھی زبان تسلیم کی گئی ہے اور عام طور پر سب ٹیٹھی کو فارسی کی چیز پیش کی جاتی ہے تو ”فتر پارسی“ کہا جاتا ہے اور یہ بلاوجہ نہیں۔

اس زبان کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ یہ زبان آسان اور سہل الفہم ہے۔

۲۔ اس کی صرف و نحو بالکل سادہ ہے۔ صرف چھ صیغے ہیں۔

۳۔ اس کے الفاظ شیریں اور مسترخ ہیں۔

لیکن ان خوبیوں کے باوجود اس میں بھی خامیاں ہیں۔

۱۔ اس میں تذکیر و تانیث کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس کے صیغے مذکر و مؤنث دونوں کے لیے یکساں طور پر بولے جاتے ہیں اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس صنف کی بات ہے۔

۲۔ اس میں جھ، چھ، ٹ، ٹھ، پھ، دھ، ڈ، ڈھ، ٹھ، ٹھ، گھ، لھ، مھ، نھ کی آوازیں نہیں ہیں۔

۳۔ اُردو زبان میں فارسی زبان کی شیرینی بھی ہے اور تو اُردو صرف و نحو کی سادگی بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کی خامیوں کو دور کرتی ہے، جو فارسی زبان میں موجود ہیں۔ یعنی اس میں باقاعده مذکر و مؤنث صیغوں کا امتیاز ہے۔ اور اس میں وہ آوازیں بھی موجود ہیں، جو فارسی میں نہیں پائی جاتیں۔

## اُردو اور برج بھاشا

برج بھاشا زبان میں مختلف قسم کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ اس زبان کے الفاظ میں انتہا درجے کا دروسوز پایا جاتا ہے۔

۲۔ اس کے الفاظ نہایت سادہ ہیں۔

۳۔ اس کے اسلوب بیان میں بے تکلفی سی ہے۔ خیالات کسی قسم کے نقصان و فریب سے پیش نہیں کیے جاتے۔

۴۔ برج بھاشا کے الفاظ میں بھولا پن سا نظر آتا ہے۔

۵۔ برج بھاشا میں مبالغہ اور کذب کی آمیزش کم معلوم ہوتی ہے اور یہ زبان بچے تا اثرات کی آئینہ دار ہے۔ ساون اور مابل کے موصوفات کی محو سبقتیاں، سادہ جذبات اور دیگر مابقی

ان تمام خوبیوں کی وضاحت کرتی ہیں۔

ساون بھوشم کے چھ آوت ہے، پھر بھادوت گنگھور، مورو سے من کے اندر میں بچہ شور اٹھت ہے شور پنچھی کشتی گیت ساتویں جہون دھڑکی کا نوں : بھوڑے انگ میں رکت آگسا دیں جی بھرا دیں مورو لیکن باوجود ان دلکش خوبیوں کے اس کے اندر بھی خامیاں اور نقائص ہیں۔

۱۔ اس میں شجاعت، قربانی اور آزادی کے جذبات نہیں پائے جاتے

۲۔ جنگ و جدال کے متعلق اس سے موصلا افزائی نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ یہ آئینہ نگاہا سکتی ہے لیکن ہمت نہیں بڑھاسکتی۔

۴۔ اس میں خوشی کم ہے۔

۵۔ اس میں آسٹ، ت، ط، رت، رس، رس، ح، ہ، ذ، ز، ض، ظ کی امتیازی آوازیں اور حروف نہیں۔

اُردو زبان کے اندر برج بھاشا کی خوبیاں موجود ہیں، یعنی اس کے اندر درجہ بھی ہے، بے تکلفی اور بھولا پن بھی ہے اور سادگی بھی، لیکن ان کے ساتھ وہ خامیاں ہیں جو برج بھاشا میں پائی جاتی ہیں۔

میں میں خوش بھی ہے، بہت ترندی بھی، شجاعت بھی ہے اور بکوش بھی۔ اس میں ا-ع-ت-ط-ث  
ی-بن-ج-ہ اور ذ-ز-ض-ظ-ک-ا-غیاہی آوازیں اور حروف بھی ہیں۔

### اردو اور انگریزی

انگریزی زبان بہت کچھ ہے اور دنیا بھر کے علوم و فنون کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ لیکن اس  
سنت اور طرز معراج کے باوجود اس کے اندر بھی محدودیت اور فصر موجود ہے۔ اس میں بھی عیوب ہیں۔  
اس اقربا کے امتیاز کے لیے مناسب الفاظ موجود نہیں۔ ہینوئی اور سالادوں ایک سے سمجھے جانے  
چلتے ہیں۔ ان میں تکرار کے لیے الفاظ موجود نہیں۔

۲۔ تلفظ کے اصول بے ڈھب ہیں: B (بیلے) اور S (سٹپٹ)

۳۔ ت-ط-ث-س-ص-ح-ذ-ز-ض-ظ-ک-ا-غیاہی آوازیں نہیں ہیں۔

۴۔ ا-ع-ت-ط-ث-س-ص-ح-ذ-ز-ض-ظ-ک-ا-غیاہی آوازیں نہیں ہیں۔

اردو زبان بھی انگریزی کی طرح وسیع ہے اور اس وسعت کی بنا پر دنیا بھر کے علوم و فنون اپنے اندر  
لیئے گئے ہیں۔ لیکن اس میں وہ نقص نہیں پائے جاتے جو انگریزی زبان کے سلسلے میں بیان  
ہوئے ہیں۔ اس میں اقربا کے لیے علیحدہ علیحدہ الفاظ ہیں۔ اس کے تلفظ بے ڈھب نہیں۔ اس میں ت  
ح-ذ-ز-ض-ظ-ک-ا-غیاہی آوازیں موجود ہیں۔ اور ان مختلف آوازوں کا امتیاز بھی موجود ہے جو  
اوپر انگریزی کے سلسلے میں مذکور نہیں۔

### اردو اور سنسکرت

سنسکرت میں بھی خوبیاں ہیں۔ لیکن ان خوبیوں کے باوجود اس میں بھی بڑا نقص یہ ہے کہ رخ اور غ  
ک-ا-غیاہی آوازیں نہیں اور ا-ع-ت-ط-ث-س-ص-ح-ذ-ز-ض-ظ-ک-ا-غیاہی آوازیں  
نہیں۔ اس کے الفاظ میں کھنکی، تلفظ اور لب دلچھے کی قلت ہے۔ یہ عیوب اردو زبان میں نہیں۔  
ان چیزوں کے علاوہ ان اہم زبانوں میں سے کسی ایک میں بھی یہ صلاحیت نہیں کہ اپنے ماہر کو دوسری  
زبانیں لکھنے کے معنوں میں تلفظ اور لب دلچھے کے ساتھ بولنے کے قابل بن سکے۔ ہر قسم کے تلفظ اور ہر قسم کے  
حرف کی ممکن اگر کوئی زبان ہے تو وہ فقط اردو ہے۔ اردو کا ماہر یا اردو بولنے والا انسان ہر دوسری  
زبان آسانی سے بول سکتا ہے اور یہ ایک ایسی اہم چیز ہے کہ اس کی بنا پر اردو کو لگوانے کا

کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس بحث سے صاف ظاہر ہے کہ اردو میں تمام اہم زبانوں کی خصوصیات موجود ہیں۔ اور یہ  
زبان ان تمام اہم زبانوں کے نقصان اور عیوب سے محفوظ ہے اس زبان میں اس قسم کی خامیاں مطلقاً  
نہیں پائی جاتیں جو دوسری زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔

### محضرات

۱۔ دنیا کی مشہور اور اہم ادبی زبانوں میں امتیازی محاسن بھی ہیں اور عیوب بھی۔  
۲۔ اردو زبان میں یہ کمال و خوبی ہے کہ یہ اپنے اندر ایک تو تمام اہم زبانوں کی خصوصیات رکھتی  
ہے اور دوسری طرف ان کے نقصان اور عیوب کا ازالہ کرتی اور ان کی خامیوں کو پورا کرتی  
ہے۔

۳۔ دوسری زبانوں میں سے کسی ایک میں بھی یہ صلاحیت نہیں کہ اپنے ماہر کو دوسری زبان میں انہی کے  
تلفظ اور لب دلچھے کے ساتھ بولنے کے قابل بن سکے۔ ہر قسم کے تلفظ اور ہر قسم کی آواز اور  
حرف کی ممکن اگر کوئی زبان ہے تو وہ فقط اردو ہے۔ اردو کا ماہر یا اردو بولنے والا انسان  
ہر دوسری زبان آسانی سے بول سکتا اور یہ سیکھ سکتا ہے۔